سلسلہ ۱۴۳۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امتِ مسلمہ کو قرآنی انتباہ

جو لوگ ظالم ہیں اُن کی طرف مَت جھکو

طلباء دار العلوم کے سامنے مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کا اہم خطاب

ضبط وتحریر: شکیل الرحمن باقی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ
اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ؕ

ترجمہ: اے مسلمانو، ان ظالموں کی طرف مت جھکو کہیں تم کو دوزخ کی آگ لگ جاوے اور اس وقت تمہارا کوئی رفاقت کرنے والا نہ ہو، پھر حمایت تو تمہاری ذرا بھی نہ ہو۔

میرے عزیزو اور بھائیو! میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت پڑھی ہے، ہم میں سے اکثر عربی جانتے ہیں، لیکن بعض دفعہ زبان کا جاننا، بلکہ اس سے بھی زیادہ زبان جاننے کا احساس وشعور اور دعویٰ حجاب بن جاتا ہے مفہومِ صحیح تک رسائی سے، اس لئے کہ وہ الفاظ جو آیاتِ قرآنی

www.abulhasanalinadwi.org

اور احادیث نبوی میں آئے ہیں وہ اکثر عربی زبان کے الفاظ ہیں عربی تحریروں انشاء، اور ادب کی کتابوں میں اور عام بول چال میں استعمال میں آتے ہیں، تو یہ شخص معرفت حجاب بن جاتی ہے، کیونکہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم تو انکا معنی جانتے ہیں، لیکن جیسا کہ میں نے اپنی بعض تحریروں میں لکھا ہے اور تقریروں میں کہا ہے کہ الفاظ کا بھی درجہ حرارت و برودت ہوتا ہے، دیگر اشیاء کی طرح ان کا بھی ٹمپریچر ہوتا ہے، اس کو وہ لوگ سمجھتے ہیں جن کو اللہ شرح صدر کی دولت عطا فرماتا ہے، اور اہل زبان کی کتابوں کے مطالعہ، انکی صحبت، اخلاص اور دعا سے ان کو قرآنی الفاظ سے مناسبت ہو جاتی ہے اور آدمی ان کی طاقت کو تھوڑا سمجھنے لگتا ہے (پوری طرح سمجھنے کا دعویٰ تو کوئی نہیں کر سکتا)

اس آیت کا جو زور ہے اس کی وجہ سے، ہمیں کہنا پڑا کہ ہماری زبان فہمی حجاب بن جاتی ہے، آیت کے ہر لفظ کے معنی ہمیں معلوم ہیں، لیکن آیت کی جو روح ہے اس کا جو اعجاز ہے، اور لفظ کی جو قوت ہے اس کا سمجھنا آسان نہیں۔

اس آیت میں جو کہا گیا ہے کہ تمہارا دل مائل نہ ہونے پائے، تمہارے اندر قلبی رجحان نہ ہونے پائے ان لوگوں کی طرف جنہوں نے ظلم کا شیوہ اختیار کیا ہے جنکی زندگی سیدھے راستے سے ہٹی ہوئی ہے اور جو خدا سے بُعد اختیار کئے ہوئے ہیں فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ، ورنہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آگ کی لپٹ تم تک بھی پہنچ جائے گی آگ تم کو بھی چھو لے گی۔۔

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ۔

(ترجمہ) اور پھر اللہ کی ولایت سے تم محروم کر دیئے جاؤ گے اور کوئی تمہاری مدد بھی نہیں کر سکے گا۔

آپ کو معلوم ہے کہ جب اسلام کا ظہور ہوا تو اس وقت دنیا میں دو طرح کی قومیں پائی جاتی تھیں، ایک مذہبی قومیں، جنمیں یہود و نصاریٰ سب سے آگے تھے، اسی طرح بدھ مت کی ماننے والی اور برہمنیت پر اعتقاد رکھنے والی ہندوستانی قوم، ان مذہبی قوموں میں یہود کے متعلق قرآن میں آیا ہے، مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ان پر غضب الٰہی نازل ہوا اور نصاریٰ کے متعلق آیا کہ وہ الضَّآلِّيْنَ ہیں، اور ان مذہبی قوموں کے علاوہ جو لوگ صریح شرک و بت پرستی میں مبتلا تھے ان کے متعلق صاف اعلان فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ

(ترجمہ) بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی اور کو شریک قرار دیا جائے اور اس کے علاوہ اور جتنے گناہ ہیں جس کیلئے منظور ہو گا وہ گناہ بخش دیں گے "

ان کے علاوہ کچھ اور قومیں تھیں جو مذہب کی قید سے آزاد تھیں، لیکن اپنے طرزِ عمل، اپنے ظالمانہ کردار، اپنی عیش پرستی، اپنی تعلیماتِ آسمانی سے روگردانی، اپنے فسق و فجور، دنیا پرستی اور نفس پرستی کی وجہ سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے غضب کے مستحق ہو گئی تھیں، اور ان کو اللہ نے

www.abulhasanalinadwi.org

رحمت اور لطف و محبت کی نگاہ سے دور کر دیا تھا، ان کی تہذیب و ثقافت، تمدّن و معاشرت اور وضع و ہیئت سب پر اللہ تعالیٰ کے غضب کی اور نفرت کی نگاہ پڑی، اور ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے سایۂ رحمت اور اسبابِ رحمت سے محروم کر دیا، حدیث میں اس کا مجموعی جائزہ آیا ہے، الفاظ بہت ہی غور طلب ہیں، فرمایا اللہ کے رسول نے:۔

اِنَّ اللّٰہَ نَظَرَ اِلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ فَمَقَتَھُمْ عَرَبَھُمْ وَعَجَمَھُمْ اِلَّا بَقَایَا مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ۔

یہ الفاظ بہت ہی چونکا دینے والے ہیں، اللہ تعالیٰ (جو عالم الغیب والشہادۃ ہے) کی نظر اہلِ زمین پر پڑی فَمَقَتَھُمْ اللہ کو ان سے نفرت و کراہت ہوئی، وہ خدا کو ناپسند ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو راندۂ درگاہ کر دیا، عَرَبَھُمْ وَعَجَمَھُمْ کیا عرب اور کیا عجم، اس جرم میں سب برابر کے شریک تھے، اِلَّا بَقَایَا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ بس اہلِ کتاب میں گنے چنے لوگ بچے تھے جو صحیح راستہ پر قائم تھے۔

یہ صورتِ حال تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوتی ہے، اس وقت کچھ مذہبی قومیں تھیں ان میں سے کوئی اپنی مذہبی نافرمانیوں کی وجہ سے، اور رب تعلیماتِ آسمانی کی ناقدری و تحقیر کی وجہ سے اور احکامِ خداوندی کو پامال کرنے کی وجہ سے مغضوب ہوا، اور کوئی ضال کہلایا، ان کے علاوہ دنیا میں جو تہذیب و تمدن کے مرکز تھے ان پر اللہ تعالیٰ کی نگاہِ خیر پڑی اور وہ اپنے تمدّن و تہذیب

www.abulhasanalinadwi.org

طرزِ معاشرت اور وضع و ہیئت سب کے ساتھ اللہ کو ناپسند آئے اللہ کی کراہت ان کے ساتھ شامل ہوگئی، یہاں تک کہ ان کی صورت بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں قابلِ نفرت ٹھری اور اس نسبت کا انتقال ہوا، حضورؐ کی طرف سیرت کی کتابوں میں آتا ہے اور ہم اسے بار بار پڑھتے ہیں اس لئے اس کا احساس نہیں ہوتا اور یہی انسانی فطرت کا حال ہے کہ آپ جب شہر جاتے ہیں تو جن بورڈوں پر آپ کی نظر پڑتی ہے ان کے پڑھنے کی آپ کے اندر تحریک پیدا نہیں ہوتی، اسی طرح جو لوگ تختیاں لگا لیتے ہیں، اپنے گھروں کے اندر، تھوڑے دنوں میں انکی کشش ختم ہو جاتی ہے اور نظر پڑتے پڑتے وہ روزمرہ کی چیز بن جاتی ہے اور پھر آدمی اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا، اتنا بھی وقت اس کے پاس نہیں ہوتا۔ تو حدیث میں آتا ہے کہ جس وقت ایرانی بادشاہ نے ایک شخص کو یمن بھیجا (جہاں ایرانیوں کا اقتدار تھا) اور ہدایت کی کہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اسے گرفتار کر کے لے آؤ، اس لئے کہ وہ عرب کو سمجھتے تھے کہ یہ ہمارے بالکل رحم و کرم پر ہیں، ہم جب چاہیں ان پر اپنا اقتدار جما سکتے ہیں، عرب میں کوئی کشش کی چیز نہیں تھی، اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی امداد تھی کہ اس نے عرب کو ہزاروں برس سے ایسا رکھا کہ فاتحین کی، حوصلہ مندوں کی اور اقتدار پرستوں کی اس طرف نظریں اٹھتی نہیں تھیں، وہ سوچتے تھے کہ وہاں جا کر ملے گا کیا؟ اڑتی ہوئی خاک، دھول اور صحراء، اونٹوں کے بالوں اور کھالوں کے خیمے، کچے پکے مکانات، وہاں سوائے اس کے کہ ہم اپنی محنت ضائع

www.abulhasanalinadwi.org

کریں اپنا وقت گنوائیں کچھ ہاتھ نہیں آئے گا، پٹرول اس وقت تک نکلا نہیں تھا، نہ سونے چاندی کے پہاڑ یا کان تھے تو اس ایرانی بادشاہ نے بڑی تحقیر کے ساتھ کہا کہ ایک آدمی جائے اور اس کو (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو) گرفتار کر کے لے کر آئے وہ شخص جب آیا تو حضورؐ نے نظر ہٹالی، اور فرمایا کہ اس کی داڑھی منڈی ہوئی ہے اور ہمارے ملک میں اس کا رواج نہیں ہے مجھے اس کی طرف دیکھنا پسند نہیں آتا۔

اس کا بہت کم لوگوں کو اندازہ ہے کہ بعثت نبوی کے وقت جو دنیا میں تہذیب، ملکی ومعاشرت نظام اور صورت وہیئت تھی وہ بھی اللہ کی نظر میں اور دوسرے نمبر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم (جو کہ وحی کے حامل اللہ کے پہلے مخاطب اور اس کی رحمتوں کے مہبط ومحل تھے) پر اس کا عکس پڑتا تھا اللہ تعالیٰ کو اس زمانے کی ساری تہذیبیں وضع وہیئت حتیٰ کہ لباس بھی ناپسند ہوئے، اور یہ ہوتا ہے کہ آدمی کو جب کسی سے کسی بناء پر نفرت ہوتی ہے تو قدرتی بات ہے کہ اس کی ہر چیز نگاہ میں کانٹے کی طرح کھٹکنے لگتی ہے وہ اس کو زیادہ دیر تک دیکھنا گوارہ نہیں کرتا۔

ہمارے ذہن میں یہ ہے کہ شریعت کی اصطلاح میں احکام شرعی میں اور دین کی زبان میں دو ہی چیزیں ہیں، مثلاً یہ کفر ہے یہ ایمان ہے، یہ حلال ہے یہ حرام ہے، یہ جائز ہے یہ ناجائز ہے، لیکن ہم یہ نہیں سمجھتے کہ ان کے علاوہ بھی، کچھ چیزیں ہیں جنکو بعض دفعہ حرام اور کفر کہنا مشکل ہوگا لیکن وہ چیزیں

www.abulhasanalinadwi.org

دو خانوں میں تقسیم کی جا سکتی ہیں ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور دوسری وہ جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں یہ اصول قرآن مجید کے مطالعہ سے، کتاب و سنت کے علم سے، مزاج نبویؐ جاننے سے، صحابۂ کرام کے طرزِ فکر سے اور سوچنے سمجھنے کے پیمانہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ علاوہ کفر وایمان کے، علاوہ حلال و حرام کے اور علاوہ جائز و ناجائز کے بھی کچھ چیزیں ہیں، اور وہ کیا ہیں، وہ ہیں رہنے سہنے کا طریقہ، صورت اور شکل، شعار اور پہچان اور دنیا میں تجمّل و زینت کے اسباب کے اقسام۔

تو جس وقت حضورؐ کی بعثت ہوئی اور اسلام آیا تو مطالبہ صرف اتنا ہی نہیں تھا کہ دعوتِ ایمانی اختیار کرو اس پر ایمان لاؤ اور اس کے قائل ہو جاؤ، شرک سے توبہ کرو اور کفر سے بچو، بلکہ ایک پوری تہذیب بھی دی گئی ایک پورا طرزِ زندگی بھی ملا، اور مسلمانوں سے کہا گیا کہ یہ وضع اختیار کرو اس پر اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی کی نگاہ پڑتی ہے، اور ان سے بچو کہ یہ راندۂ درگاہ اور مغضوب علیہم قوموں کا شعار ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے تخریب کا کام لیا اور جن پر اللہ تعالیٰ کا عتاب ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بھی یہ تعلیم دی ہے کہ تم بھی ان کو قابلِ نفرت سمجھو یہ بہت بڑا دین کا ایک نکتہ میں بیان کر رہا ہوں جس پر بہت سے اچھے اچھے لوگوں کی نظر نہیں ہے، لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ چیزیں فرض و واجب تو نہیں ہیں، اس سے کفر و فسق تو لازم نہیں آتا، صحیح ہے آپ جب کسی ذمہ دار اور مفتی صاحب سے پوچھیں گے اور

www.abulhasanalinadwi.org

ان کو فتویٰ دینا اور حکم شرعی بیان کرنا ہو تو یہی کہے گا کہ یہ نہ کفر ہے نہ شرک، لیکن اس کے بعد پھر وہ چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی معتوب قوموں، اور نعمت اسلام کا انکار اور ناقدری کرنے والی قوم اور اپنی جگہ پر مستقل رہنے والی قوم اور نفس پرست دنیا پرست، دولت پرست، اقتدار پرست اور خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنے والوں کا شعار ہیں، اور اسمیں ان کی وضع اور صورت بھی نظر آتی ہے، جو کہ دولتِ ایمان سے محروم ہیں، اور بعثتِ نبویؐ کے وقت بھی محروم تھے اور برابر ان کا سلسلہ جاری ہے یا ان کے بعد جو نسلیں پیدا ہوئیں انہوں نے وہ قدیم راستہ اختیار کیا ان سب کی وضع اور صورت میں داخل ہے۔

ایک مسلمان جو دینی مزاج پیدا کرنا چاہتا ہے، اور صرف احکام ظاہری کا پابند نہیں بلکہ واقعی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حضورؐ کی دعاؤں کا مستحق بننا چاہتا ہے، اور اس کو یہ خیال ہے کہ اللہ اور رسولؐ کو ہمیں اپنی صورت دکھانی ہوگی، شکل دکھانی ہوگی، یا اس کو خیال ہے کہ قبر میں فرشتے آئیں گے، سوال وجواب کریں گے، یا پھر میدانِ حشر کا کوئی تصور اس کے سامنے ہو، اگر یہ بھی نہیں تو کم از کم اتنا سمجھتا ہے کہ خدا کے یہاں اس کے تاثرات کا جذبات کا، پسندیدگی و ناپسندیدگی کے اظہار کا پورا ذخیرہ موجود ہے، اس میں اور آنکھوں سے دیکھ لینے میں کوئی فرق نہیں، جہاں تک تعلق ہے حجت اور قطعیت کا، تو کتاب و سنت کے مطالعہ سے، احادیث و سیرتِ نبویؐ کے ذخیرہ سے

www.abulhasanalinadwi.org

جو باتیں بدرجۂ یقین ہم تک پہنچ گئی ہیں ان میں اور مشاہدہ میں کوئی فرق نہیں، اور ہونا بھی یہی چاہیئے، ایمان کی کمزوری ہے کہ اس میں فرق سمجھے، تو ایسے شخص سے مطالبہ ہے کہ وہ غیر مسلموں کی، مذہبی اقدام کی، اسلام سے نفرت کرنے والوں اسلام کے خلاف جنگ کرنے والوں، اور اسلام کی تہذیب و معاشرت کو تحقیر کی نظر سے دیکھنے والوں کی تہذیب اور شکل و صورت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھے۔

اور میں اس کو محض جزوی مسئلہ، محض نقلی چیز اور محض کمالی چیز نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالی جس کو توفیق دے یہ بھی کر لے۔ یہ بھی کر لے۔ نہیں میرے نزدیک نماز و روزہ، اور حج و زکوٰۃ (ارکان اربعہ) کا مقام اپنی جگہ پر ہے، عقائد کا مقام اپنی جگہ پر ہے، لیکن اس کے ساتھ غیر مسلموں کی وضع و ہیئت غیر مسلموں کی تہذیب و تمدن اور اقدار و معیار (جنکو عربی میں المقیم و المثل اور انگریزی میں IDEAL AND VALUES کہتے ہیں) ان سے بھی مسلمانوں کے دل میں نفرت ہونی چاہیئے، بُعد ہونا چاہیئے، ان سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ اس آیت کا مفہوم ہے۔

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ

اگر ان کی طرف میلان ہو جاتے، مثلاً آپ انکا احترام اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھنے لگیں، آپ کسی انگریز کو، کسی امریکن کو، کسی یوروپین کو (جبکہ وہ پورا مجسمہ ہو اپنی تہذیب کا اور جبکہ وہ کسی انٹرویو کیلئے نکل رہا ہو یا آفس کو

www.abulhasanalinadwi.org

جا رہا ہو) آپ نے اگر اس کی طرف اس طرح نظر اٹھائی کہ بھائی، ترقی یافتہ آدمی تو یہ ہے، متمدن آدمی تو یہ ہے، معاشرت تو یہ ہے، دیکھئے صبح کو دیر سے اٹھتے ہیں، اس کے بعد داڑھی بناتے ہیں، نہاتے ہیں اس کے بعد نئی پوشاک پہنتے ہیں پھر ناشتہ کرتے ہیں اور پھر آفس جاتے ہیں، یونیورسٹی جاتے ہیں، یہ ہے انضباط، یہ ہے باقاعدگی، یہ ہے ڈسپلن، یہ ہے زندگی گزارنے کا طریقہ۔ آپ یاد رکھئے اگر آپ کے دل میں یہ خیالات آگئے تو اس وقت اگر کوئی دیکھنے والی آنکھ ہو، کوئی صاحبِ کشف ہو، تو وہ دیکھے گا کہ آپ کے ایمان میں خلل پڑ گیا۔

ہم سے یہ مطالبہ ہے صاف سن لیجئے اور خاص طور پر طالبانِ علوم نبوت سے یہ مطالبہ ہے کہ صرف یہی نہیں کہ وہ نمازوں کی پابندی کریں، اور صرف فعلِ حرام و منہیات سے اجتناب کریں بلکہ یہ بھی کہ وہ اپنے اس دین پر اور اس تہذیب و تمدن پر فخر کریں جو اللہ کا رسولؐ لایا اور صحابہ کرام نے کر کے دکھایا اور کہاں کہاں کر کے دکھایا روم و شام کی راجدھانیوں میں، دمشق حلب اور انطاکیہ میں پھر قسطنطنیہ اور مدائن و عراق کے بڑے بڑے شہروں میں۔ مجھے اس وقت ایک بات یاد آئی کہ ایک صحابی تھے جو ایران کے گورنر ہو کر، وہ کھانے کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے ہاتھ سے کھانے کی کوئی چیز گر گئی انہوں نے اٹھایا اور ہاتھ سے صاف کیا اور منہ میں رکھ لیا تو کسی نے بڑے تعجب اور حقارت آمیز لہجہ میں کہا آپ اتنے بڑے (گورنر کے) عہدہ پر ہو کر یہ کرتے ہیں لوگ کیا کہیں گے

www.abulhasanalinadwi.org

تو انہوں نے فرمایا۔

أَأَتْرُكُ سُنَّةَ حَبِيبِي لِهَٰذَا الْأَحْمَقِ مِثْلِكَ

(ترجمہ) "کیا میں اپنے حبیب کی سنت تیرے جیسے احمق کی وجہ سے چھوڑ دوں گا"

اور ابھی ابھی ایک مسودہ دیکھ کر آرہا ہوں، کہ حضرت عمرؓ جو بیت المقدس کا چارج لینے کیلئے (جبکہ اس کی کنجیاں حوالہ کی جانے والی تھیں) جا رہے تھے اور سارے اہلِ روم اور مفتوحہ اور غیر مفتوحہ علاقے کے تماشائی جمع تھے اور سب کی نگاہیں اٹھی ہوئی تھیں کہ امیر المؤمنین آرہے ہیں خلیفۂ اعظم آرہے ہیں وہ جنہوں نے رومیوں اور ایرانیوں کے اقتدار کو خاک میں ملا دیا، اور پاؤں سے روند ڈالا، وہ کس دبدبہ کی ہستی ہوگی، کس شان کے بادشاہ ہوں گے مگر اس وقت ان کے جسم پہ پیوند لگے ہوئے کپڑے تھے اور معمولی قسم کا گھوڑا تھا، وہ اسی شان میں جارہے تھے، جب منزل قریب آئی تو ایک جلیل القدر صحابی حضرت ابو عبیدہؓ نے عرض کیا، اے امیر المؤمنین دوسرا کپڑا زیب تن فرمائیں اور سواری تبدیل فرمائیں تو اچھا ہو،۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے عبیدہ کاش تمہاری زبان سے یہ جملہ نہ سنتا تم نے نہ کہا ہوتا تو اچھا تھا تمہاری زبان سے سن رہا ہوں تم کہتے ہو کہ لوگ کیا کہیں گے لوگوں کی نظر پڑے گی۔ سو بار پڑے گی، جب اللہ اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں، اور جب اللہ و رسول سے محبت ہے، اللہ پر پورا اعتقاد، بھروسہ ہے اور یہ یقین ہے کہ وہیں سے عزت و ذلت ملتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ۔

(ترجمہ) (اے محمدؐ) آپ اللہ تعالیٰ سے یوں کہئے کہ اے اللہ مالک تمام ملک کے آپ ملک جس کو چاہیں دیدیتے ہیں اور جس سے چاہیں لے لیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں غالب کردیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں پست کردیتے ہیں۔

جس کی نظر اس آیتِ کریمہ پر ہو وہ ان فاسقوں اور مشرکوں کی نگاہ کو کوئی وزن دے گا کہ وہ امیر المؤمنین کے متعلق کیا رائے قائم کرتے ہیں۔ اس کی کوئی حقیقت ہے جبکہ عزت و ذلت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے بڑے درد کے ساتھ کہا"۔

لَوْلَا غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ

(ترجمہ) ابوعبیدہ کاش تمہاری زبان سے یہ نہ سنتا، کسی اور نے کہا ہوتا۔ ہم سب سے زیادہ ذلیل و خوار انسان تھے، اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ ہم کو عزت دی،

مَهْمَا ابْتَغَيْنَا الْعِزَّ بِغَيْرِ الْإِسْلَامِ أَذَلَّنَا اللّٰهُ

(ترجمہ) ہم اسلام کے علاوہ جس راستہ سے بھی عزت طلب کریں گے اللہ تعالیٰ ذلیل و خوار کردے گا"

www.abulhasanalinadwi.org

اور اس کو تم بھی سن لو اے علوم دینیہ کے طالبو اور دار العلوم کے فرزندو تم جس راستہ سے عزت طلب کروگے اللہ و رسول کے راستہ کے علاوہ، ان کی معاشرت و تہذیب کے راستہ کے علاوہ، ان کی سنّت کی پیروی کے راستہ کے علاوہ، علماء کا شعار اختیار کرنے کے راستہ کے علاوہ، لکھ لو، ابھی سے لکھ لو کہ حقیقی عزت تمہیں نہیں ملیگی، خوب دیکھا ہے میں نے امریکہ اور یورپ میں جاکر، ہم نے بڑی سے بڑی مجلسیں دیکھیں، بڑے سے بڑے سیمینار ATTEND کئے اور بڑے سے بڑے، اہم لوگوں سے، مسلمان بادشاہوں اور صدر مملکت سے ملے، لیکن معلوم ہوا کہ عزت وذلّت کا سارا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے، اس کے ارادہ سے ہے، نہ کسی کے پیمانہ سے ہے نہ کسی کے معیار سے ہے۔

کوئی بھی مدرسہ دینی ہو وہاں صرف اتنا مقصود نہیں کہ نماز کی پابندی کیجائے بیشک اوّل نمبر پر نماز کی پابندی کیجائے اور ناجائز کاموں سے بچا جائے مگر یہ بھی مطلوب ہے کہ صحابۂ کرام، تابعینِ عظام، سلفِ امّت اور اولیائے امّت اور وہ لوگ جن کی وجہ سے یہ دنیا تھمی ہوئی ہے، جن کی وجہ سے بارہا اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو تباہی سے بچایا ہے، مجدّدِ دینِ اسلام، مصلحین، مجاہدین فی سبیل اللہ شہدائے کرام ان سب کے طریقے کو، ان کی وضع ومعاشرت کو اور ان کی شکل وصورت

کو ان کے شعار کو ہم فوقیت دیں، ان کی عزت کریں اور ان کو اپنے لئے ترجیح دیں،

میں آپ کو بتاتا ہوں اور مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے بڑے بھائی مولانا ڈاکٹر عبد العلی صاحب (اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں ہوں ان پر) نے دار العلوم میں تعلیم پائی، یہاں کی سند بھی ان کے پاس تھی پھر دار العلوم دیوبند گئے، حضرت شیخ الہندؒ کے بڑے عزیز شاگرد تھے اس کے بعد اپنے والد صاحب سے حکمت پڑھی، پھر حکیم اجمل جان صاحب کے مطب میں چھ مہینے بیٹھے اور ڈاکٹر انصاری کے پاس بھی آتا جاتا تھا اس کے بعد بالکل ابتدا سے انگریزی پڑھنی شروع کی انھوں نے، اور یہ بیسویں صدی کا ابتدائی زمانہ ہے، شاید میری پیدائش سے پہلے کی بات ہو اس وقت انگریزوں کا آفتاب اقبال پورے عروج پر تھا اور یہ مشہور بات تھی کہ ان کی مملکت میں سورج غروب نہیں ہوتا، اس وقت کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی تھی، انگریزوں کے اقتدار، تہذیب اور نظام تعلیم کے تنزل کی تحریک خلافت یا تحریکِ آزادی کے بعد سے ان کے زوال کا سلسلہ شروع ہوتا ہے انگریز اس وقت اس نگاہ سے دیکھا جاتا تھا جیسے وہ بادشاہی کیلئے پیدا ہوا ہے یا وہی آئیڈیل انسان ہے، اس سے زیادہ ترقی یافتہ اور مہذب انسان کوئی ہو نہیں سکتا۔ بہر حال بھائی صاحب نے نویں درجہ میں داخلہ لیا، وہاں سے میٹرک پاس کر کے ایسے کالج میں داخل ہوئے جو عیسائی مشنری اور عیسائی

www.abulhasanalinadwi.org

ادارہ کا کالج تھا، اور وہ مضامین لئے جنمیں زیادہ اختلاف ہوتا ہے بڑے بڑے
ماہرین فن کو یعنی سائنس، اور وہاں سے پاس کر کے CULVING
COLLEGE میں داخلہ لیا اور پورے کالج ہی نہیں بلکہ پوری الٰہ آباد
یونیورسٹی (جو ہندوستان کی دوسری یونیورسٹی تھی) میں سکنڈ پوزیشن لائے
اس کے بعد میڈیکل کالج میں داخلہ لیا جبکہ انگریز ہی پرنسپل ہوتا تھا۔ اور
انگریز پروفیسران کی غالباً اکثریت ہوتی تھی اور ہمیں معلوم ہے کہ اس وقت
اکثر انگریز اسٹاف ہوتا تھا، اور میڈیکل کالج میں رئیس زادے اور
کھاتے پیتے لوگ داخل ہوتے تھے، کتابوں کی قیمت بہت ہوتی تھی، اور بڑی
محنت کرنی پڑتی تھی۔ لیکن جب سے وہ جونیر اسکول میں داخل ہوئے اور
میڈیکل کالج سے ایم . بی . بی . ایس کر کے نکلے میں گواہی دیتا ہوں خدا کے
گھر میں بیٹھ کر، نہ انکے جوتے میں فرق آیا، نہ کرتے کے بجائے قمیص آئی اور نہ
داڑھی میں ذرہ برابر فرق آیا۔ اور حالت ان کی یہ تھی۔ انہوں نے خود بیان کیا کہ
سالانہ امتحان میں جبکہ بالکل پر مارنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی، سخت نگرانی
ہوتی تھی۔ انگریز ہی انگریز اور پروفیسر ہوتے تھے، نہ کوئی کسی سے پوچھ سکتا تھا
اور نہ اپنی جگہ سے ہل سکتا تھا، لیکن وہ کہتے تھے کہ جب نماز کا وقت ہوا تو میں
اٹھا اپنی شیروانی بچھائی اور نماز کی نیت باندھ لی، نماز کے بعد وہ پروفیسر جو وہاں
نگرانی کر رہے تھے انہوں نے کہا "مسٹر حسنی تم نے پہلے بتا دیا ہوتا تو میں
تمہارے لئے مصلّے کا انتظام کر دیتا" یعنی بجائے اس کے کہ وہ کچھ احتجاج کرے

www.abulhasanalinadwi.org

اس نے احترام کی نگاہ سے دیکھا۔ بھائی صاحب شہر کے ایک کامیاب ڈاکٹر تھے، بڑی بڑی کمیٹیوں میں جاتے تھے، مجھے خوب یاد ہے کہ جب کالج کا پرنسپل کسی مریض کو خود دیکھنے نہیں جاتا تھا تو کہتا تھا مسٹر حسنی! میری جگہ تم چلے جاؤ، اتنا اعتماد تھا ان کی فن دانی، ان کی محنت ولیاقت پر، اسی حالت میں وہ ملک عبدالعزیز سے بھی ملے اور ہندوستان کے بڑے بڑے لوگوں سے بھی ملتے تھے، یہ ہے استقامت اور اس استقامت کا ثبوت سب سے زیادہ ہم لوگوں کو دینا چاہئے۔

اور یاد رکھئے، کوئی تعلق عزت کا، احترام کا، یہاں تک کہ کسب معیشت کا لباس اور شکل اور صورت سے نہیں ہے، بلکہ انسان کے کریکٹر سے ہے، خود اعتمادی سے ہے، انسان کی قابلیت سے ہے۔ دنیا کی جو سب سے بڑی معزز اور علمی یونیورسٹی سمجھی جاتی ہے۔ وہ آکسفورڈ یونیورسٹی ہے، وہاں کے وائس چانسلر اور پرنسپل کے پاس اسی لباس میں جاتا ہوں، نہ میری شیروانی پر فرق آتا ہے نہ ٹوپی پر، مگر وہ عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اگر آپ ان سے میری خط وکتابت دیکھیں، ان کے طرز اسلوب اور ملاقاتوں کے طریقے دیکھیں تو اندازہ ہوگا۔ اور میں نے ان کے گھر میں جاکر جبکہ ان کے چوٹی کے لوگ جمع تھے، بڑے بڑے دانشور موجود تھے، اسی طرح ان کے سامنے تقریر کی، اور کہا، کہ آپ نے اگر اسلامی سینٹر یہاں قائم کیا ہے تو کوئی احسان نہیں کیا ہے، بلکہ یہ ایک خراج ہے جو آپ نے شرافت کے ساتھ شکر گزاری کیساتھ

ادا کیا ہے۔ اس لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت آج دنیا زندہ ہے اس نے اپنی موت کے پروانے کو بھیج دیا تھا کہ یہ نسلِ انسانی زندہ رہنے کے لائق نہیں ہے، رسول اللہ کے صدقے میں اس نسلِ انسانی کو باقی رکھا گیا، تو آج اگر آپ نے اپنی یونیورسٹی میں اسلامی سینٹر قائم کیا ہے تو یہ آپ نے کوئی احسان نہیں کیا۔

عزیزو! یاد رکھو، یہ سب موہومات و تصورات ہیں کہ فلانی صورت بنانے سے یہ ہوگا، اور فلانی شکل بنانے سے یہ ہو جائے گا، اصل چیز ہے آدمی کا جوہرِ ذاتی، اصل ہے اس کا تعلق مع اللہ، اصل ہے اس کی قوتِ ایمانی، اصل ہے اس کی صلاحیتِ کار، اصل ہے اس کی فرض شناسی، آپ شرعی صورت رکھئے، خدا پر اعتماد کیجئے، ہمت کے ساتھ باہر نکلئے، اور ذرا نہ شرماتے اپنی شکل و صورت سے، اور اتباعِ سنت کی کوشش کیجئے، عزت آپ کیلئے ہے اور انشاء اللہ بہتر سے بہتر مواقع آپ کو ملیں گے۔ اس آیت کو یاد رکھئے "رکون" کا لفظ بڑا نازک لفظ ہے۔

بس اتنا ہی آپ سے ہم کو کہنا ہے آپ کی سعادت مندی اور آپ کی فہم سے ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ آپ اس پر عمل کریں گے اور بالکل بے پرواہ ہو جائیں گے، سنتوں کا اتباع کیجئے، اللہ تعالیٰ ان صحابی کی قبر کو نور سے بھر دے (اور بھرے ہی ہوا ہے) انھوں نے کس قوتِ ایمانی کے ساتھ کہا کہ تم جیسے احمق کیلئے میں اپنے حبیب کی سنت چھوڑوں گا، تو ہم بھی کہیں گے تم جیسے ضمیر فروشوں

www.abulhasanalinadwi.org

کیلئے، جن کو آج یہ خرید سکتا ہے، کل وہ خرید سکتا ہے جنہوں نے نیلام پر اپنے کو چڑھا رکھا ہے، جن کا نہ کوئی اصولِ زندگی ہے نہ کردار، نہ امانت ہے نہ دیانت ان کی تقلید کی جائے میں صحیح کہتا ہوں کہ اگر صحیح قوتِ ایمانی ہو، اور واقعی استغناء ہو اور اللہ نے کچھ جوہر دیا ہو تو یہ لوگ خوشامد کریں کہ ہم ملنا چاہتے ہیں اور ہمارا عالمِ دین کہدے کہ ہمیں فرصت نہیں، اور یہ تھی شان ہمارے بزرگوں کی۔ حضرت مظہر جان جاناںؒ کی مجلس میں بادشاہ دہلی آئے، انہوں نے ذرا سا پاؤں پھیلایا تو مرزا صاحب نے فرمایا یہ فقیر کے آدابِ مجلس کے خلاف ہے، بادشاہ نے کہا حضرت میرے پاؤں میں درد ہے تو فرمانے لگے پھر آنے کی ضرورت نہ تھی۔

ہارون رشید نے سیدنا امام مالکؒ سے عرض کیا کہ ہمیں آکر پڑھا دیا کیجئے حضرت امام مالکؒ نے فرمایا اَلْعِلْمُ یُؤْتٰی وَلَا یَأْتِی، علم کے پاس جایا جاتا ہے وہ آتا نہیں ہے۔ کہا بہت اچھا، خود پہنچے اور جب پڑھنے کا وقت آیا تو بادشاہ نے کہا لوگوں کو باہر کرا دیں میں تنہا پڑھوں گا تو حضرت امام نے فرمایا۔ نہیں ہمارے یہاں یہ طریقہ نہیں ہے ان کی برکت سے ہی سب کچھ ہے۔ پھر ہارون رشید نے قرأت شروع کی۔ لوگ بیٹھے رہے اسی طرح کے بیسیوں واقعات سنائے جا سکتے ہیں، آپ بزرگوں کے حالات پڑھئے، تو اندازہ ہوگا۔

نظام الدین اولیاءؒ سالہا سال دہلی میں رہے۔ اور علاء الدین خلجی،

www.abulhasanalinadwi.org

اور قطب الدّین ایبک کی تمنا رہی کہ ہم حضرت کے پاس جائیں، ایک دفعہ امیر خسرو نے خواجہ صاحب سے عرض کیا، بادشاہ کا کہنا ہے کہ ایک بار ہم اچانک پہنچ جائیں گے، مجھ کو اجازت نہیں مل رہی ہے فرمایا۔ کہہ دینا کہ ہمارے گھر میں دو دروازے ہیں ایک آنے کا ہے اور ایک جانے کا، وہ ایک دروازہ سے آئیں گے میں دوسرے دروازہ سے نکل جاؤں گا۔ ایک مرتبہ بادشاہ نے بالکل آنے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن خواجہ صاحب نے رختِ سفر باندھ لیا اور دوسری جگہ چلے گئے۔ ابھی ماضی قریب میں فرنگی محل میں ایک عالم تھے۔ ان کو بہت تنگی تھی، لوگوں نے کہا کہ بادشاہ کے یہاں جائیے، وزیر سے ملئے وہ تیار نہیں ہوتے تھے، ایک دفعہ بڑی مشکل سے تیار ہوئے۔ ان کے لئے چوغہ لایا گیا، اور کہا گیا اس کو پہن کر چلے چلئے، انہوں نے دیکھا جب نہیں مانتے تو والدہ اور بڑے بھائی سے کہلوایا، لیکن مجبوراً انہیں جانا پڑا وزیر کے پاس جاکر نذر دکھانے کی ضرورت ہوتی تھی، انہوں نے بائیں ہاتھ سے نذر دی، کسی نے متوجہ کیا بائیں ہاتھ سے، فرمایا میاں اگر دائیں ہاتھ سے نذر وزیر کو دوں گا تو پھر پیرزادہ کو کس ہاتھ سے دوں گا۔ اس لئے بائیں ہاتھ سے ہی دے سکتا ہوں دایاں ہاتھ مخصوص ہے پیرزادوں اور استادوں کیلئے۔

ہمارے یہاں یہ خودداری کی روایات نہیں، اور یہ روایات

www.abulhasanalinadwi.org

آج بھی قائم رہنی چاہئیں صرف یہی نہیں کہ عربی زبان چلتی رہے اور عربی کتابیں چلتی رہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ یہ روایات اور خصوصیات بھی چلتی رہنی چاہئیں۔

بشکریہ تعمیر حیات لکھنؤ
۱۰ر دسمبر ۱۹۸۸ء

صدیقی ٹرسٹ کی رکنیت اختیار کیجئے
گھر بیٹھے دین کی تعلیم حاصل کیجئے۔
آسان عام فہم بلند پایہ اور کم قیمت
لٹریچر کی فہرست طلب کیجئے
اور ڈاک کے ذریعہ حاصل کیجئے

القادر پرنٹنگ پریس فون : 7723748

www.abulhasanalinadwi.org